محترم محمد حسیب صاحب حفظہ اللہ

مردود جرح کی قسمیں

اہل علم پر یہ بات مخفی نہیں کہ ائمہ جرح وتعدیل رواۃ پر مختلف قسم کی نوعیت کا کلام کرتے رہتے ہیں بلکہ بڑے بڑے ثقات پر جرح کی گئی ہے جسکا جھابذ یہ نقاد پرواہ نہیں کرتے اور اسکی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اگرچہ جارح سے صحیح سندوں کے ساتھ ثابت بھی ہو بحر حال یہاں پر جرح کے اعتبار سے چند اصولی باتیں قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں۔

جارح یعنی جرح کرنے والا راوی کے متعلق مختلف وجوہ سے جرح کرتا ہے جو کہ راوی کے مجروح بننے کا سبب ضرور بن سکتا ہے لیکن اسکا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ لازماً راوی مجروح ہو جیسا کہ بعض ناعاقبت اندیش لوگ امام ابو حنیفہ کے متعلق لوگوں کا کلام دکھا کر صرف سند کے صحیح ہونے کا ڈرامہ رچتے ہیں ان لوگوں کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ سند کے صحیح ہونے کا زیادہ سے زیادہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ جارح سے یہ کلام ثابت ہے لیکن جرح کے جو اسباب بتائے گئے ہیں یا جرح قبول ہونے کے جو شرائط ومعیار مقرر کئے گئے ہیں اسکو اپ نے نظر انداز کر کے اصول شکنی اور انصاف کا خون کر دیا ہے۔

ناقدین اور جارحین کے نقد و جرح کے پیچھے مختلف قسم کے اسباب و قرائن پیش رو ہوتے ہیں۔

1...عقائد میں مخالفت

یعنی راوی سے عقیدے کی اختلاف کی بنیاد پر جرح کرنا اس کو اہل السنہ کے نزدیک بدعت غیر مکفرۃ سے پہچانا جاتا ہے جیسے شیعہ خوارج قدریہ مرجئہ معتزلہ واقفیہ جھمیہ وغیرہ اس قسم کے رواۃ کی روایت کے قبول ورد کے اعتبار سے ائمہ حدیث کے ہاں چند اصول ہیں جس کو کسی اور جگہ بیان کرونگا ان شاء اللہ۔

بہت سے ائمہ جرح وتعدیل کسی راوی کی توثیق کرتے ہوئے اسکی بدعت بھی بیان کر دیتے ہیں جو کہ اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ انکے نزدیک راوی کی اس بدعت سے اسکی روایت کی صحت وثقاہت پر کوئی اثر نہیں پڑتا اس پر کتبِ جرح وتعدیل میں بیشمار امثال موجود ہیں

مثلاً امام یحییٰ بن سعید قطان ایک راوی عباد بن منصور الناجی کے متعلق کہتے ہیں

ثقة لاينبغي ان يترك حديثه لراى أخطأفيه يعني القدر

عباد بن منصور ثقہ ہے اس قابل نہیں کہ اسکی حدیث ترک کی جائے بوجہ قدریہ نظریہ کے، جس میں وہ غلطی کھا گیا۔

(الجرح والتعدیل6الترجمۃ438)

2...سلطان کے معاملات میں مداخلت کرنا

اس کڑی میں ایک جماعت ان لوگوں کی ہے جس میں ائمہ حدیث نے کئی روات کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان پر جرح کی ہے کیونکہ وہ لوگ سلطان اور خلیفہ وقت کے معاملات میں مداخلت کرتے رہے ہیں لیکن اس کا راوی کے حفظ وضبط، اتقان، ورع اور دین سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اگرچہ متعدد ائمہ کو یہ عمل ناپسند رہا ہے۔

جیسے حمید بن ھلال العدوی مشہور و معروف متفق علیہ ثقہ راویوں میں سے ہیں لیکن امام ابن سیرین نے سلطان کے معاملات میں مداخلت پر ان سے توقف اختیار کر لیا تھا جیسے کہ اسکا ذکر حافظ ابن حجر نے کیا ہے

حميد ابن هلال العدوئ أبو نصر البصرئ ثقة عالم توقف فيه ابن سيرين لدخوله في عمل السلطان من الثالثة. (تقريب التهذيب رقم الترجمة 1563)

اس مختصر کتاب میں متفق علیہ ثقہ راوی پر کلام پیش کرنے کی یہاں کوئی ضرورت تھی بھی نہیں مگر حافظ ابن حجر نے پھر بھی نقل کیا ہے بحر حال ایسی جرح کے متعلق خود حافظ ابن حجر رح نے لکھا ہے کہ اس قسم کی تضعیف سے راوی کی صداقت وحفظ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ولا اثر لذالك التضعيف مع الصدق والضبط

(هدى السارى 385)

امام ابو حنیفہ خود حکام و سلاطین کے ہاں انا جانا اور انکے مجالس یا انکے معاملات میں مداخلت کو برا سمجھتے تھے اسی وجہ سے انھوں نے قضاء کا عہدہ قبول نا کرنے پر جیل کی سزائیں کھائی کوڑے اور دیگر تکالیف برداشت کیے۔

(تارخ بغداد للخطیب)

تو اس قسم کی وجوہات کی بنیاد پر تنقید کرنا کوئی معانی نہیں رکھتا نا ہی اہل علم کے ہاں اسکا کوئی اعتبار ہوتا ہے۔

3...اجتہاد، قیاس ورائے کی مخالفت کی بنیاد پر جرح کرنا، بمع اصحاب الرائ پر جرح کا تحقیقی جائزہ

قارئین کرام! مردود جرح کی قسموں میں تیسری جو کہ سب سے بدترین قسم ہے وہ اجتھاد، قیاس ورائ کی مخالفت کی بنیاد پر جرح کرنا ہے جو کہ ہم نے بیشمار کوفہ کی ثقہ راویوں کے بارے میں دیکھا ہے جن میں بیشتر کی تضعیف فقط اسی وجہ سے کی گئی ہے جبکہ وہ قرآن وسنت پر مبنی صحیح رائے کے حامل تھے۔ قرآن وسنت میں قیاس ورائے کے ماہر لوگوں کو اھل الرای اور اصحاب الرای کہا جاتا ہے انھوں نے دیگر ائمہ متبوعین کی طرح ایک عمدہ طریقہ اپنایا تھا ابھرتے ہوئے واقعات اور مسائل کے جامع وضاحتوں اور عملی حل کے ساتھ اسلامی فقہ کو تقویت بخشنے میں ان کا بڑا اثر تھا۔ قیاس رای کے ذریعے وہ مسائل شرعیہ فقہیہ کے استنباط کے اھل تھے اس وجہ سے بعض ظاھری قسم کے اصحاب الحدیث نے ان کو اپنی تنقید کا نشانہ بنایا ان میں امام احمد بھی شامل تھے۔

امام احمد اپنی زندگی کے ابتدائی ایام میں ظاہری قسم کے طبیعت والے تھے اور اصحاب الرائی سے سخت متنفر رہیں ہیں چنانچہ انکے بیٹے عبد اللہ نقل کرتے ہیں۔

سمعت أبي يقول أهل الراى لا يروى عنهم الحديث

امام احمد نے کہا اہل الرای سے احادیث روایت نہیں کی جائے گی،

(العلل ومعرفۃ الرجال 1707)

حالانکہ راوی کے حفظ وعدالت کے ہوتے ہوئے اہل الرائے ہونا یہ سرے سے کوئی علت ہی نہیں ہے جس کی وجہ سے اس سے حدیث روایت نا کی جائے ناہی اہل علم میں سے آج تک کسی نے صحت حدیث کے لئے ایسی کوئی شرط مقرر فرمائی ہے کہ راوی رائے واجتھاد سے پیدل ہو۔

شعیب ابن اسحاق جو کہ امام احمد کے نزدیک خود صاحب حفظ وعدالت تھا ان کے متعلق امام احمد سے پوچھا گیا تو جواب میں امام احمد نے کہا

ما ارى به بأسا ولكنه جالس اصحاب الراى كان جالس ابا حنيفة

یعنی امام احمد کہتے ہیں میرے نزدیک اس راوی میں کوئی خرابی موجود نہیں سوائے یہ کہ اصحاب الرای کی مجالس اور امام ابو حنیفہ کی مجلس میں بیٹھتا تھا...

(مسائل الامام احمد رواية أبي داؤد السهستاني 1778)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ راوی میں ایسی کوئی خرابی موجود نہیں جس کی وجہ سے اسکی حدیث مشکوک ہو لیکن پھر بھی امام احمد کو ان سے اصحاب الرائے کی مجالس میں بیٹھنے کا گلا ہے۔
امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگرد امام محمد بن حسن شیبانی کے متعلق امام احمد سے پوچھا گیا کہ محمد بن حسن شیبانی جو کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہیں اور اصحاب الرائے میں سے ہے انکے بارے میں کیا فرماتے ہیں تو انھوں نے جواب دیا میں ان سے کچھ بھی روایت نہیں کرتا۔

سألت ابی عن محمد بن الحسن صاحب ابی حنیفة صاحب الرای قال لا اروی عنه شیئا،

(العلل ومعرفة الرجال 5329 مع 5330)

تو خلاصہ یہ ہے کہ امام احمد شروع میں نا صرف رائے، اجتھاد و قیاس کے مخالف رہیں بلکہ جو اسکے قائل رہیں ہیں ان سے بھی منحرف تھے جن میں بڑے بڑے ائمہ شامل ہیں اسی وجہ سے انھوں نے امام مالک کی رائے کو بھی ضعیف کہنا شروع کر دیا تھا۔ اور اس سر فہرست میں امام اوزاعی کو بھی شامل کر کے ان پر بھی جرح کی ہے ملاحظہ فرمائیں امام خطیب بغدادی نقل کرتے ہیں

سمعت أحمد بن حنبل۔ وسئل عن مالك۔ فقال: حدیث صحیح، ورأیٔ ضعیف ،وسئل عن الأوزاعی فقال: حدیث ضعیف، ورأیٔ ضعیف،

ابراھیم بن اِسحاق الحربی کہتے ہیں میں نے امام احمد سے سنا جبکہ ان سے کسی نے امام مالک کے متعلق پوچھا تو فرمایا کہ اسکی حدیث صحیح ہے لیکن اسکی رائے ضعیف ہے اور امام اوزاعی کے متعلق پوچھا تو جواب دیا ان کی حدیث بھی ضعیف ہے اور رائے بھی....

(تاریخ بغداد للخطیب 418/13)

امام اوزاعی کا علمی مقام اہل علم کو بخوبی معلوم ہے لیکن امام احمد نے آسانی کے ساتھ ان پر بھی خط تنسیخ کھینچا، بلکہ امام سفیان ثوری امام مالک اور امام اوزاعی سب کی اجتھادی تحقیقات کو محض رائے کہہ کر رد کر دیا تھا جیسے کہ امام ابن عبد البر نقل کرتے ہیں

حدثنا عبد الرحمن بن عبد الله بن خالد، ثنا يوسف بن يعقوب النجيرمي بالبصرة ثنا العباس بن الفضل قال: سمعت سلمة بن شبيب يقول: سمعت أحمد بن حنبل يقول: رأئ الأوزاعي، و رأئ مالك، و رأئ سفيان كله رأئ، وهوعندئ سواء و إنما الحجة في الآثار

(جامع بیان العلم 2/1082)

سلمہ بن شبیب کہتے ہیں میں نے امام احمد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ امام اوزاعی کی رائے، امام مالک کی رائے اور امام سفیان کی رائے محض رائے ہی ہے (یعنی اسکی کوئی حیثیت نہیں) جبکہ حجت میرے نزدیک صرف آثار میں ہے۔

یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ امام احمد نے اصحاب الرای کے متعلق اپنے شاذ منہج یعنی رائے و اجتھاد سے متنفر ہونے کی وجہ سے بڑے ائمہ پر تنقید کی تھی لیکن بعد میں تحقیق کرنے پر اپنے سابقہ موقف سے رجوع کر گئے، تو سابقہ منہج کی وجہ سے صادر کلام کی کوئی حیثیت نہیں رہتی نا ہی اہل علم کے نزدیک اصحاب الرای ہونا باعث جرح و قدح ہے۔

آج کے دور میں یہی موقف غیر مقلدین حضرات میں بھی پایا جاتا ہے بڑے بڑے ائمہ دین کی آراء و تحقیقات کو محض رائے کہ کر رد کر دیتے ہیں جو کہ انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ رائے و قیاس کی مخالفت کی بنیاد پر جرح کی ایک اور مثال قارئین کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

ایک مشہور ثقہ امام ہیں جن کا نام ہے حماد بن دلیل۔ امام خطیب لکھتے ہیں

حماد بن دليل ابو زيد قاضي مدائن حدث عن سفيان الثوري، عمر بن نافع، والحسن بن عمارة، وابي حنيفة النعمان بن ثابت وكان اخذ الفقه عن ابي حنيفة..

یعنی امام حماد بن دلیل نے علم فقہ امام ابو حنیفہ سے سیکھا

اسکی توثیق پیش خدمت ہے

1... امام یحی بن معین کہتے ہیں ليس به بأس هو ثقة

دوسری جگہ کہتے ہیں حماد بن دليل ابو زيد قاضي المدائن وكان ثقة..

(تاریخ ابن معین روایۃ الدوری 4/376)

2...ابن عمار کہتے ہیں حماد بن دلیل.. وکان من ثقات الناس

(تاریخ بغداد 8/148)

3...امام ابو داؤد صاحب السنن کہتے ہیں ابو زید قاضی المدائن لیس به بأس

(تاریخ بغداد 8/148)

4...امام مغلطائی کہتے ہیں ذکرہ ابو حفص ابن شاهین فی جملة الثقات قال هو عندی فی الطبقة الثالثة من المحدثین..

(اکمال تهذیب الکمال 4/138)

5...وقال ابن ابی حاتم عن ابیه من الثقات

(اکمال تهذیب الکمال رقم 1336)

اسی طرح بہت سارے ائمہ حدیث نے اسکی توثیق کی ہے۔
اب چونکہ حماد بن دلیل جوکہ ثقہ امام ہیں انھوں نے علم فقہ امام ابو حنیفہ سے حاصل کیا اس بنیاد پر امام احمد رحمہ اللہ رائے وقیاس کی مخالفت کے سبب ان پر جرح کرنے پر مجبور ہو گئے۔
چنانچہ مھنی بن یحییٰ کہتے ہیں

سألت احمد عن حماد بن دلیل قال کان قاضی المدائن لم یکن صاحب حدیث کان صاحب رای قلت سمعت منه شیئا قال حدیثین...

میں نے امام احمد سے پوچھا حماد بن دلیل کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ مدائن کے قاضی تھے لیکن صاحب حدیث نہ تھے (یعنی حدیث سے شوق و شغف نہیں رکھتے تھے) بلکہ صاحب رای تھے (یعنی قیاس و اجتھاد کے فاعل و قائل تھے) میں نے پوچھا کیا اپ نے ان سے کچھ سنا ہے امام احمد نے کہا ہاں صرف دو حدیثیں سنی ہیں۔

(موسوعة اقوال الإمام أحمد رقم 612)

حافظ ابن حجر رح انکا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

حماد ابن دلیل مصغر أبو زید قاضی المدائن صدوق نقموا علیه الرأئ

تقریب التہذیب رقم 1497

یعنی حماد بن دلیل صدوق درجے کا راوی ہے رائے کی وجہ سے ان پر اعتراض کیا گیا ہے۔

علامہ البانی رائے کے اس اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں

قلت: وهذا ليس بجرح، فالحديث جيد الإسناد

میں (البانی) کہتا ہوں یہ سرے سے جرح ہی نہیں ہے لہذا حدیث اعلی سند والی ہے انتہی

(سلسلة الأحاديث الصحيحة رقم 1233)

معلوم ہوا کہ رائے واجتھاد کی مخالفت پر مبنی جرح مردود ہوتی ہے۔

امام ابن عدی بھی ان ائمہ میں سے تھے جو رائے وقیاس کے مخالف رہیں ہیں انھوں نے حماد بن دلیل کا ذکر بغیر کسی جرح وتعدیل کے اپنی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال میں کیا ہے البتہ ساتھ ہی انکو قلیل الروایۃ بھی کہا ہے۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال رقم 425)

ایسے ہی اور بھی چند ائمہ رہے ہیں جنھوں نے رائے قیاس واجتہاد کی مخالفت کی بنیاد پر ثقہ روات پر کلام کیا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

ذیل میں قارئین کرام کو امام احمد کے ابتدائی دور کا ایک جھلک دکھاتا ہوں وہ شروع میں فقہ سے اتنے نابلد تھے کہ اصول فقہ اور کتب حدیث میں ابواب کے ترتیب کو بدعت کہتے تھے بلکہ جید اور کبار ائمہ کو اس وجہ سے بدعتی شمار کرتے رہیں۔

چنانچہ امام ابو داؤد ایک باب قائم کرتے ہیں باب فی الرأی

اس باب میں امام احمد کا موقف نقل کر کے لکھتے ہیں

سمعت احمد قال ابن عيينة اصحاب الراى ثلاثة عثمان بالبصرة و ربيعة بالمدينة وابوحنيفة بالكوفة....

امام ابو داؤد کہتے ہیں میں نے امام احمد سے سنا کہ ابن عیینہ نے کہا اصحاب الرای تین لوگ (معروف) ہیں۔ امام عثمان بتی بصرہ میں، امام ربیعہ مدینہ میں جبکہ امام ابو حنیفہ کوفہ میں۔

سمعت احمد وقال له رجل جامع سفيان نعمل به ﷬ قال عليك الآثار

میں نے امام احمد سے سنا، کسی نے ان سے پوچھا کہ کیا جامع سفیان پر عمل کیا جائے تو امام احمد نے کہا کہ تم پر ضروری ہے آثار کی پیروی کرنا۔

یعنی امام احمد کسی امام کی اجتہادی تحقیقات کو بالکل نظر انداز کرتے تھے کیونکہ ان میں ان لوگوں کی رائے شامل تھی جبکہ امام خود کو محض روایت حدیث تک محدود رکھتے رہیں۔

سمعت احمد وسأله رجل عن المسئلة فقال دعنا من هذه المسائل المحدثة

میں نے امام احمد سے سنا ان سے کسی نے مسئلہ پوچھا تو امام احمد نے جوابا کہا کہ ہمیں ان جدید مسائل (غیر منصوصہ) سے دور رکھو۔

اسی پر بس نہیں امام احمد کسی کو اپنی ذاتی اجتہادی رائے و تحقیق بتانے کے بھی خلاف تھے سوائے روایت نقل کرنے کے۔

امام ابو داؤد کہتے ہیں

وما أحصی ما سمعت احمد يسأل عن كثير مما فيه اختلاف العلم فيول لا ادری

یعنی میں نہیں بتا سکتا کہ کتنی بار میں نے امام احمد سے سنا ان سے اختلافی مسائل کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے نہیں معلوم...

سمعت احمد يقول انا اكره ان يكتب عنى راى

میں نے امام احمد سے سنا میں مکروہ سمجھتا ہوں کہ مجھ سے میری رائے لکھی جائے۔

راوی کہتا ہے

قلت لاحمد الغرقی یورث بعضهم من بعض قال اكثر الأحاديث عليه ولا نعلم بين اهل الكوفة فيه اختلافا حتى جاء ابوحنيفة فقاله وتباعه على ذالك سفيان..

میں نے امام احمد سے پوچھا کیا غرقی شخص اپنے بعض لوگوں سے بعض کو وصیت کر سکتا ہے یا نہیں تو جواب دیا اس پر اکثر احادیث موجود ہیں لیکن میں نہیں جانتا اھل کوفہ میں کسی نے اس مسئلے پر کلام کیا ہو یہاں تک کہ ابو حنیفہ آئے انھوں نے اس بارے میں کلام کیا اور سفیان ثوری نے انکی اتباع کر لی

(مسائل الامام احمد روایہ ابی داوٗد السجستانی باب فی الرأی)

امام احمد کے ابتدائی منفرد نہج کی وجہ سے بہت سے ائمہ اسلام معاذ اللہ بدعت کی ضد میں بھی آتے ہیں ملاحظہ فرمائیں امام احمد کا بیٹا عبد اللہ ایک باب قائم کرتے ہیں

ما نھی عنه من وضع الکتب والفتیا وغیرہ

یعنی جو امام احمد نے کتابیں اور فتاوی لکھنے سے منع کیا ہے اسکا بیان

اس کے تحت لکھتے ہیں

سمعت ابی وذکر وضع کتب

فقال اکرهها هذا ابو حنيفة وضع كتابا فجاء ابو يوسف ووضع كتابا وجاء محمد بن الحسن فوضع كتابا فهذا لا انقضاء له كلما جاء رجل وضع كتابا وهذا مالك وضع كتابا وجاء الشافعي ايضا وجاء هذا يعني ابا ثور وهذه الكتب وضعها بدعة كلما جاء رجل وضع كتابا ويترك حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم واصحابه او كما قال ابي هذا ونحوه وعاب وضع الكتب وكرهه كراهية شديدة وكان ابي يكره جامع سفيان وينكره ويكرهه كراهية شديدة وقال من سمع هذا من سفيان ولم ار يصحح لأحد سمعه من سفيان ولم يرض ابي ان يسمع من احد حديثا....

مسائل الامام احمد رواية ابنه عبد الله 438/1

عبد اللہ کہتے ہیں میں نے والد یعنی امام احمد بن حنبل سے سنا انھوں نے فقہی طرز کی کتابوں کو لکھنے کا ذکر کیا تو کہا میں اس کو ناپسند کرتا ہوں ابو حنیفہ آئے انھوں نے (فقہی طرز پر) کتاب لکھی پھر ابو یوسف آئے انھوں نے لکھی پھر محمد بن حسن شیبانی آئے انھوں نے بھی لکھی تو اسکا کوئی انتہا نہیں ہے (یعنی یہ ایک سلسلہ شروع ہوگیا) کہ ہر بندہ آئے اور فقہی طرز پر کتابیں لکھتا رہی یہ دیکھو مالک بن انس نے بھی (فقہی طرز) پر کتاب لکھی شافعی آئے انھوں نے بھی لکھی ابو ثور آئے انھوں نے بھی لکھی یہ کتب لکھنا بدعت ہیں جب کوئی آیا اس نے کتاب لکھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور انکے اصحاب کی کی حدیث کو ترک کردیا ایسا کچھ میرے والد نے کہا اور

کتابیں لکھنے کو معیوب کہا اور شدت کے ساتھ کراہت اختیار کی اور میرے والد احمد نے جامع سفیان ثوری کی فقہی کتاب کو سخت ناپسند کرتے اور شدت کے ساتھ اسکا انکار کرتے تھے... الخ۔

یہ عبارت امام احمد کے ابتدائی شاذ و ضعیف نہج کے بارے میں بالکل واضح ہے جس سے بعد میں رجوع کر چکے تھے۔ ان شاء اللہ فرصت ملی تو امام احمد رحمہ اللہ کے رجوع اور آخری موقف پر لکھنے کا ارادہ ہے۔

4... معاصرین کا ایک دوسرے پر کلام کرنا

مردود جرح کی قسموں میں ایک قسم معاصرین کا ایک دوسرے پر کلام کرنا ہے جس کو علوم الحدیث کی کتب میں کلام الاقران کے تحت بیان کیا گیا ہے، اگر جرح کا سبب مذہبی عصبیت یا دینی منافست پر مبنی ہو جیسے کہ معاصرین کے مابین ایسی چپقلش ہوتی رہتی ہے اور اس کے متعلق علماء میں مشہور ہے المعاصر لا یناصر یعنی معاصر خیر خواہ نہیں ہوتا اور المعاصرۃ کالمنافرۃ تو یقیناً اس بنیاد پر کی گئی جرح قابل قبول نہیں ہو گی ہمیں کتب رجال میں اسکے بیشمار امثال و نظائر دیکھنے کو ملتے ہیں جس میں بڑے بڑے ائمہ نے ایک دوسرے کے خلاف کلام کیا ہوتا ہے لیکن اسکی کوئی حیثیت نہیں ہوتی نا جارح مطعون ہو گا نا ہی جس پر جرح کر رہا ہے وہ مطعون ہو گا۔

چنانچہ ابو الزناد عبد اللہ بن ذکوان کے متعلق ربیعہ بن ابی عبد الرحمن کا کلام قابل سماعت نہیں ہو گا نا ہی امام نسائی کا کلام احمد بن صالح کے متعلق، نا سفیان ثوری کا کلام امام ابو حنیفہ کے بارے میں اور نا ہی ابن ابی ذئب کا کلام امام مالک پر وعلی ھذا القیاس لہذا اس قسم کی جرحوں کو معتبر قرار دینا فتنے کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے اسی وجہ سے بڑے بڑے ائمہ اس سرفہرست میں مجروح قرار پائیں گے۔

5... علماء کا کسی راوی کے متعلق جرح و قدح میں متفرد ہونا

علماء جرح و تعدیل کا کسی راوی کے متعلق جرح و قدح کرنے میں متفرد ہو جانا لہذا شذوذ اور جمہور کی مخالفت کی وجہ سے ایسی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔

6... متکلم فیہ راوی کا اپنے اوثق، اتقن، حافظ و اعرف بالحدیث پر کلام کرنا

متکلم فیہ راوی کا اپنے سے أوثق، اتقن، احفظ و اعرف بالحدیث پر کلام کرنا جیسے کدیمی نے ابان بن یزید العطار پر کلام کیا ہے جبکہ کدیمی خود ضعیف ہے تو اس قسم کا کلام غیر مؤثر و غیر قادح شمار ہو گا۔ ھذا ما عندی واللہ اعلم۔